جان ٹی پلیٹس ،اس کی اردو بہ انگریزی لغت،اس کے پیش رو اور مقلد

ڈاکٹر رؤف پاریکھ*

Abstract:

John Thompson Platts (1830-1904) was a lexicographer whose 'A dictionary of Urdu, classical Hindi and English' (1884) is considered a landmark in the history of Urdu lexicography. This article, aside from tracing Platts' biographical details and his other works, evaluates the contents of the dictionary and traces the influence on Platts of his predecessors, especially John Shakespeare. It also mentions the influence that Platts and John Shakespeare exerted on F. Steingass.

عام طور پر سمجھا یہ جاتا ہے کہ برعظیم پاک و ہند کی زبانوں اور ادب پر کام کرنے والے مستشرقین کے بنیادی مقاصد استعماریت کے ماتحت تھے اور لغت نویسی یا زبان و ادب پر ان کی تحقیق کا مقصد بھی ہندوستان پر برطانوی سامراج کی گرفت کو مضبوط کرنے میں مدد دینا تھا۔لیکن بقول شان الحق حقی یہ گمان صحیح نہیں ہے کہ انگریز لغت نگار صرف سیاسی وانتظامی مصلحتوں کی بنا پر لغت نویسی سے دل چسپی رکھتے تھے۔ بقول ان کے انگریزوں کے علمی شغف اور زبان سے سچی دل چسپی کا اعتراف کرنا چاہیے(۱)

حقیقت یہ ہے کہ بعض مستشرقین کی لغت نویسی کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کی مقامی زبانوں سے دل چسپی لسانی اور مذہبی وجوہ سے تھی لیکن اس کے پسِ پشت سیاسی بھی مقاصد کارفرما تھے(۲)۔جان گلکرسٹ کے بارے میں بھی خیال ہے کہ اس نے ذاتی ترقی کے علاوہ انگریزی سامراج کے قیام اور بقا کے لیے مقامی زبانیں

* شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی، کراچی۔

سیکھنے اور سکھانے پر زور دیا(۳)۔گلکرسٹ نے بھانپ لیا تھا کہ ہندوستان کا بوڑھا جاگیردارانہ نظام اس کے اپنے ملک کے تجارتی سامراج کے آگے ٹک نہ سکے گا اور اس کا خیال تھا انگریزی سامراج کے قیام اور بقا کے علاوہ تجارتی مصلحتوں کے تحت بھی سامراج کے بدیشی اہل کاروں کو ایک ایسی زبان سیکھنا پڑے گی جو ملک گیر ہو(۴) اور ایسی زبان اس وقت اردو ہی تھی جسے یورپی ماہرین نے مختلف نام (بشمول ہندوستانی) دیے۔ ہندی کا وجود اس وقت تک الگ زبان کی حیثیت سے تھا بھی تو اس میں ناگری رسم الخط میں کتابوں کی تعداد بہت کم تھی بلکہ گیان چند جیسا آدمی بھی تسلیم کرتا ہے کہ اس وقت ''برج بھاشا اور کھڑی بولی ہندی'' میں ''دس دس گیارہ گیارہ'' کتابیں ہی وجود رکھتی تھیں (۵)

پلیٹس کا تعارف

لیکن اس میں شک نہیں کہ ان انگریز لغت نویسوں اور قواعد نویسوں کے اردو زبان پر اور اردو لغت نویسی پر بڑے احسانات ہیں جنھوں نے اردو بہ انگریزی لغات اور اردو قواعد کے ابتدائی کام کیے۔ کیونکہ ایک تو اس سے اردو کے ذخیرۂ الفاظ اور متعلقاتِ زبان کا بہت بڑا ذخیرہ محفوظ ہو گیا، قواعد منضبط ہونے لگی اور دوسرے انہی مستشرقین کے اثر سے اردو میں صحیح معنوں میں لغت نویسی کا آغاز ہوا اور جامع و ضخیم اردو بہ اردو لغات کی تالیف کا سلسلہ شروع ہوا۔ گو ''دیگر'' مقاصد کی موجودگی سے یکسر انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اردو لغت نویسی جن مستشرقین کی احسان مند رہے گی ان میں ایک جان ٹی پلیٹس (John T Platts) بھی ہے۔ پلیٹس نے اپنی لغت کی تالیف میں جس تحقیق و تدقیق اور جگر کاوی سے کام لیا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کے مقاصد سیاسی یا تبلیغی نہیں بلکہ علمی، تعلیمی اور لسانی تھے(۶) درحقیقت پلیٹس کی لغت نہ صرف اپنے پیش رووں کی لغات سے کہیں بہتر ہے بلکہ اس کے بعد بھی اردو بہ انگریزی لغات کے مرتبین میں سے کوئی بھی اس کے درجے کو نہیں پہنچ سکا۔ اس کے پیش رووں میں سے بھی صرف ایس ڈبلیو فیلن (S. W. Fallon) (۱۸۸۰ء۔۱۸۱۷ء) ہی ہے جس نے ماقبل کی اردو بہ انگریزی لغات میں بہت کچھ اضافہ اور ترمیم کرکے اردو لغت نویسی کو نئی راہ دکھائی (۷)۔

پلیٹس کے حالاتِ زندگی کے بارے میں اردو میں کم ہی معلومات دست یاب ہیں اور جو دست یاب ہیں وہ بھی بیشتر سی، ای، بک لینڈ (C. E.Buckland) کی کتاب ڈکشنری اوف انڈین بایوگرافی (Dictionary of Indian Biography) سے ماخوذ ہیں(۸)۔ البتہ برطانوی سوانحی لغت ڈکشنری اوف نیشنل بایوگرافی (Dictionary of National Biography) کے ضمیمہ ۱۹۱۲ء میں شامل جارج رینکنگ (George Ranking) (۱۹۳۴ء۔۱۸۵۲ء) کے محررہ مضمون میں پلیٹس کے

بارے میں خاصی معلومات ملتی ہیں (۹)۔ چونکہ اردو میں پلیٹس کے بارے میں معلومات کی کمی ہے لہٰذا ان دونوں ماٰخذوں، بالخصوص رینکنگ کے مضمون، میں دی گئی معلومات کا حاصل یہاں پیش کیا جا رہا ہے:

پلیٹس کا پورا نام جان تھامسن پلیٹس John Thompson Platts تھا۔ وہ یکم اگست ۱۸۳۰ء کو کلکتے میں پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام رابرٹ پلیٹس تھا اور وہ اس کا دوسرا بیٹا تھا۔ والد چل بسے اور پیچھے ایک بیوہ، بڑا خاندان اور نامساعد حالات چھوڑ گئے۔ جان پلیٹس انگلستان چلا گیا اور بظاہر یہ لگتا ہے کہ اس نے بیڈ فورڈ میں تعلیم نجی طور پر حاصل کی۔ نوجوانی کے عالم میں واپس ہندوستان آ گیا۔ بک لینڈ کے مطابق پلیٹس ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے دوران میں سی پی (سنٹرل پروونس) میں انسپکٹر اوف اسکولز تھا اور بنارس کالج کا ہیڈ ماسٹر بھی رہا۔ لیکن رینکنگ کے مطابق ۵۹۔۱۸۵۸ء میں پلیٹس بنارس کالج میں ریاضی کا استاد تھا۔ اسے ۱۸۵۹ء میں ساگر اسکول Saugor School)) کا انچارج بنایا گیا جہاں وہ ۱۸۶۱ء تک رہا (ساگر اب مدھیا پردیش کا حصہ ہے اور ضلع ہے، پہلے ضلع جبل پور میں شامل تھا۔ اس کے نام کے برطانوی دور کے انگریزی ہجے یعنی Saugor بدل کر Sagar کر دیے گئے ہیں)۔ ۱۸۶۱ء میں اسے ریاضی کا پروفیسر اور بنارس کالج کا ہیڈ ماسٹر بنایا گیا۔ ۱۸۶۴ء میں پلیٹس کا تبادلہ بطور اسسٹنٹ انسپکٹر اوف اسکولز شمال مغربی صوبجات ہو گیا اور ۱۸۶۸ء میں اسے قائم مقام انسپکٹر اوف اسکولز بنایا گیا۔ ۱۷/ مارچ ۱۸۷۲ء کو اس نے خرابیٔ صحت کی بنا پر سبک دوشی (رٹائرمنٹ) لے لی، انگلستان چلا گیا، ایلنگ (Ealing) میں جا بسا اور اردو اور فارسی پڑھانے لگا (اس زمانے میں ایلنگ لندن کے مضافات میں ایک ''برا'' (Borough) یعنی ایسا شہر تھا جس کی اپنی میونسپلٹی اور پارلیمنٹ میں نمائندگی ہو)۔ ۲/ جون ۱۸۸۰ء کو پلیٹس اوکسفرڈ یونی ورسٹی میں فارسی کا استاد ہو گیا۔ ۲۱/ ستمبر ۱۹۰۴ء کو پلیٹس اچانک چل بسا اور ۲۶/ ستمبر کو اس کی اوکسفرڈ کے قریب وول ورکوٹ (Wolvercote) کے قبرستان میں تدفین ہوئی۔

پلیٹس نے دو شادیاں کیں۔ پہلی شادی لاہور میں ۱۸۵۶ء میں ایلس جین کنین (Alice Jane Kanyon) سے کی جو ۱۸۷۴ء میں راہیٔ ملکِ عدم ہوئی۔ اس سے پلیٹس کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ پلیٹس نے دوسری شادی ۱۸۷۶ء میں میری الزبتھ (Mary Elizabeth) نامی ایک آسٹریلوی بیوہ سے کی جس سے اس کے ایک بیٹا ہوا۔ اسی خاتون کو ۱۹۰۵ء میں پلیٹس کی پنشن ملی۔

پلیٹس کی تصنیفات و تالیفات

جان ٹی پلیٹس کی مصنّفہ و مولّفہ کتابوں کا مختصر تعارف پیشِ خدمت ہے:

1. A companion to Wrigley's collection of examples and problems

یہ کتاب پلیٹس نے الفریڈ رِگلی کے ساتھ مل کر لکھی تھی۔ یہ ریاضی کے طلبہ کے لیے ہے اور ۱۸۶۱ء میں لندن سے شائع ہوئی۔

2. The Gulistan of Shaikh Muslihu-Ddin Sa'adi of Shiraz

یہ دراصل سعدی شیرازی کی معروف کتاب ''گلستان'' کا محقَّق متن ہے۔ فارسی متن کے ساتھ فارسی بہ انگریزی فرہنگ ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک میں گلستان کا مکمل فارسی متن ہے جو ایک سو بہتر (۱۷۲) صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی لوح کی عبارت یہ ہے:

گلستانِ

شیخ مصلح الدین سعدی

بتصحیح جے ٹی پلاٹس صاحب

در دارالحکومت لنڈن

مطبع ولیم ایچ الن انڈ کمپنی نمبر ۱۳ واٹرلو پیلس طبع آرائش یافت

سن ۱۸۷۰ عیسوی

یہاں یہ وضاحت کردی جائے کہ چونکہ فارسی میں ''ٹ'' اور ''ڈ'' وجود نہیں رکھتے لہٰذا اس لوح میں ان حروف پر طرزِ قدیم کے مطابق چار چار نقطے ڈالے گئے ہیں۔ نیز پلیٹس کے نام میں ''جے'' کو ''جی'' لکھا گیا ہے یعنی اس میں یاے مجہول کی بجاے یاے معروف لکھی گئی ہے۔ انگریزی کی لوح پر البتہ سالِ اشاعت ۱۸۷۰ء کی بجاے ۱۸۷۱ء درج ہے اور پلیٹس کے مقدمے پر بھی ۲۳/ مارچ ۱۸۷۱ء کی تاریخ پڑی ہے۔ انگریزی لوح پر کتاب کے نام اور مولف کے نام کے بعد لکھا ہے:

A new edition

carefully collated with original MSS

with a full vocabulary

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس سے قبل بھی اس کا کوئی ایڈیشن شائع ہو چکا تھا۔

مختصر انگریزی مقدمے میں پلیٹس نے بتایا ہے کہ اس نے کئی قلمی نسخوں، بشمول نسخۂ جانسن اور نسخۂ اسپرنگر،

سے اس متن کی تیاری میں مدد لی ہے بالخصوص اسپرنگر کے نسخے کو ترجیح دی ہے اور اس کی وجہ اس کی صحت بیان کی ہے۔ اسپرنگر نے گلستانِ سعدی کا ترجمہ ۱۸۵۱ء میں کیا تھا (۱۰)۔ پلیٹس کے مطابق اس کا ارادہ تفصیلی مقدمہ اور سعدی کی حیات لکھنے کا بھی تھا مگر اشاعت میں تاخیر کے خیال سے اسے پھر کسی اور وقت کے لیے اٹھا رکھا (شاید فارسی لوح پر سال ۱۸۷۰ء لکھے جانے کی وجہ بھی یہی ہو کہ وہ حصہ پریس کے لیے پہلے تیار ہو گیا ہوگا)۔ دوسرا حصہ یعنی فارسی بہ انگریزی فرہنگ ایک سو چھبیس (۱۲۶) صفحات پر مشتمل ہے اور ایک صفحے کا صحت نامہ بھی ہے۔ اس نے فرہنگ میں عربی فقرے اور تراکیب بھی لے لی ہیں جس سے فرہنگ کی افادیت میں اضافہ ہو گیا ہے۔

اطلاع ہے کہ پلیٹس نے بعد میں اس کا ایک اور ایڈیشن بھی تیار کیا تھا جس میں اس نے ضروری وضاحتیں بھی دی تھیں۔ یہ ایڈیشن مع حواشی وسوانحِ شاعر ۱۸۷۳ء میں شائع ہوا۔ لیکن افسوس کہ راقم کی اس تک رسائی نہ ہو سکی۔ البتہ ریننگ نے پلیٹس کی ایک کتاب کا ذکر The Gulistan of Sa'adi کے نام سے کیا ہے۔ اس کے مطابق یہ گلستان کا انگریزی ترجمہ ہے اور اس کا سالِ اشاعت ۱۸۷۶ء بتایا ہے۔ ریننگ نے پلیٹس کی کتابوں میں Sa'di (Shaikh Muslihuddin Shirazi) کو بھی شامل کیا ہے۔

3. A grammar of the Hindustani or Urdu language

یہ پہلی بار ۱۸۷۴ء میں لندن سے شائع ہوئی۔ اس کی چوتھی طباعت (لندن، ۱۹۰۴ء) کا ایک نسخہ انجمن ترقیٔ اردو (کراچی) کے کتب خانے میں موجود ہے اور راقم کو اسے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ اس کے کُل ۳۹۹ صفحات ہیں اور دیباچے کے علاوہ بارہ (۱۲) ابواب ہیں۔ ایک ضمیمہ بھی ہے جس میں اسلامی اور ہندی تقویم دی ہے، مہینوں اور دنوں کے نام درج کیے ہیں۔

یہ ایک تفصیلی قواعد ہے اور صرف اور نحو پر الگ الگ بحث کی ہے۔ ابتدائی باب میں اردو املا، حروفِ تہجی، مصوتوں اور اعراب وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس کتاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ پلیٹس کو اردو زبان پر عبور حاصل تھا۔ اس کتاب کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ اس کی چھٹی طباعت لندن سے ۱۹۲۰ء میں عمل میں آئی۔ کچھ عرصے قبل ایک ایڈیشن ہندوستان سے بھی شائع ہو چکا ہے۔

4. Ikhwanus-Safa

یہ مولوی اکرام علی کی ''اخوان الصفا'' کا انگریزی ترجمہ ہے۔ اخوان الصفا اصلاً عربی زبان میں چوتھی صدی ہجری (دسویں صدی عیسوی) میں عراق میں لکھی گئی تھی اور باون (۵۲) رسائل (بعض روایات کے مطابق اکیاون (۵۱) رسائل) پر مشتمل تھی۔ اس کا موضوع معرفت اور فلسفہ ہے۔ اس کی طوالت، تکرار، پیچیدہ زبان اور موعظانہ انداز

کے باوجود بعض حلقوں میں اس نے انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت اختیار کرلی (۱۱)۔ یاد رہے کہ اخوان الصفا کا ایک ترجمہ معروف لغت نویس اور مستشرق ڈنکن فوربس (Duncan Forbes) (۱۷۹۸ء۔۱۸۶۸ء) نے بھی کیا تھا اور فوربس کے ترجمے میں کتاب کے نام میں ابتدا میں لفظ The بھی لکھا گیا تھا۔ افسوس پلیٹس کے اس ترجمے کی مزید تفصیلات دست یاب نہ ہوسکیں، صرف یہ معلوم ہوسکا کہ یہ ۱۸۷۵ء میں شائع ہوا تھا۔

5. The Baital Pachchisi

سنسکرت کی مشہور داستان ''ویتال پنچوِم شتی'' ہندی میں ''بیتال پچیسی'' کے نام سے ہے۔ ڈاکٹر آغا افتخار حسین کے مطابق پلیٹس نے ڈنکن فوربس کے ساتھ مل کر بیتال پچیسی کا انگریزی میں ترجمہ کیا جو ۱۸۷۱ء میں لندن سے شائع ہوا (۱۲)۔ لیکن ہماری نظر سے بیتال پچیسی کا جو انگریزی ترجمہ نظر سے گزرا ہے اس کی لوح کچھ یوں ہے:

The Baital Pachchisi

or the

Twenty-five tales of a spirite

translated from the Hindi text of

Dr Duncan Forbes

by

John Platts

گویا یہ ڈنکن فوربس کے ہندی ترجمے کا انگریزی ترجمہ ہے اور یہ لندن سے ۱۸۷۱ء میں ایچ ایلن اینڈ کمپنی نے شائع کیا تھا۔ اس کے کل دوسو چار صفحات ہیں۔ ''دیباچۂ مترجم'' کے عنوان سے پلیٹس نے انگریزی دیباچے میں لکھا ہے کہ یہ ترجمہ بے حد اصرار پر کیا جارہا ہے اور اس ترجمے کا مقصد طالب علموں کو اصل متن کے مطالعے میں مدد اور سہولت فراہم کرنا ہے۔ اسی لیے، بقول پلیٹس، جہاں تک ممکن ہوسکا انگریزی محاورے کو مجروح کیے بغیر اسے اصل سے قریب تر رکھا گیا ہے۔ پلیٹس نے پاورقی وضاحتی حواشی بھی لکھے ہیں اور کئی الفاظ وتراکیب کا حواشی میں لفظی ترجمہ کرکے وضاحت بھی کی ہے۔ مثلاً صفحہ ۲۴ پر وہ پاورقی حاشیے میں لکھتا ہے کہ ''بھید چترائی میرے نزدیک مرکب ہے۔ دیگر مترجمین نے اس کا ترجمہ the secrets of your cleverness کیا ہے جو قواعد کے لحاظ سے بھی ٹھیک نہیں ہے اور مفہوم بھی ادا نہیں کرتا''۔ خود پلیٹس نے

اس کا ترجمہ skill in reading secrets کیا ہے۔

ممکن ہے آغا افتخار صاحب نے اسی کتاب کا ذکر کیا ہو۔لیکن بیتال پچیسی کے کئی زبانوں میں تراجم ہوئے ہیں۔ انگریزی میں بھی اس کے مختلف ترجمے کیے گئے اور ڈنکن فوربس نے اس کا ایک ترجمہ انگریزی میں Baital Pachchisi: tewnty-five tales of a demon کے نام سے کیا تھا۔

۶۔ ڈنکن فوربس کی کتابوں کی ترتیب وتدوین

پلیٹس نے ڈنکن فاربس کی مرتبہ بعض کتابوں کی ترتیب وتدوین بھی کی اوران کتابوں کے نئے ایڈیشن چھپے تو ان پر فاربس کے ساتھ پلیٹس کا بھی نام تھا، مثلاً A grammar of the Persian language کے نام ڈنکن فوربس کی ایک کتاب ہے۔اس کا ایک ایڈیشن جس پر پلیٹس کا بھی نام لکھا ہے، ۱۸۹۴ء میں لندن سے چھپا۔

7. A Hindustani-English dictionary

اس لغت کا ذکر جارج رینکنگ نے کیا ہے۔رینکنگ کے مطابق یہ لغت ۱۸۸۱ء میں شائع ہوئی تھی۔لیکن اس نام سے ڈنکن فاربس کی بھی ایک لغت شائع ہوئی تھی اور ایسا لگتا ہے کہ ڈنکن فاربس کی لغت کی ترتیبِ نو میں پلیٹس نے کچھ کام کیا ہوگا۔افسوس راقم کی رسائی اس کتاب تک نہ ہوسکی لہٰذا حتمی طور پر کچھ کہنا ممکن نہیں۔

8. A dictionary of Urdu, classical Hindi and English

یہی وہ کتاب ہے جس نے پلیٹس کو شہرتِ عام اور بقائے دوام عطا کی ہے۔ہم اسی پر کچھ تفصیل سے گفتگو کریں گے۔ یہ لغت پہلی بار ۱۸۸۴ء میں لندن سے شائع ہوئی۔اس کے کئی ایڈیشن آزادی سے قبل بھی شائع ہوئے اور آزادی کے بعد بھی پاکستان اور ہندوستان کے مختلف ناشرین نے اس کا عکس لے کر ایڈیشن شائع کیے ہیں۔

پلیٹس کی لغت کا تعارف

پلیٹس کی ’’اے ڈکشنری اوف اردو، کلاسیکل ہندی اینڈ انگلش‘‘ (۱۸۸۴ء) بارہ سو چوّن (۱۲۵۴) صفحات پر محیط ہے۔اس کے علاوہ اس میں پانچ صفحات کا صحت نامہ شامل ہے اور اس طرح اس کے کُل بارہ سو انسٹھ (۱۲۵۹) صفحات ہیں۔خاصا تفصیلی کام ہے اور اسی لیے اسے بڑے مسطر اور باریک حروف میں شائع کیا گیا۔اس کے لیے خصوصی ٹائپ بنوایا گیا جو قابلِ تحسین ہے ورنہ اس کی ضخامت کہیں زیادہ ہوتی (۱۳)۔پلیٹس کی لغت صرف وسعت اور ضخامت ہی کے لحاظ سے نہیں بلکہ صحتِ طباعت کے لحاظ سے بھی مثالی ہے (۱۴)

ذخیرۂ الفاظ

پلیٹس کی اس لغت کی ایک بڑی خوبی اس کا وسیع ذخیرۂ الفاظ ہے۔ خاص کر بنیادی مفرد لفظ یا ''راس لفظ'' (headword) کے اندراج کے بعد وہ جو تحتی یا ذیلی مرکبات، محاورات، کہاوتیں اور اصطلاحات درج کرتا ہے وہ بہت متنوع اور کثیر ہیں اور ان میں خاصی تعداد ایسے تحتی مرکبات کی ہے جو اردو کی بعض مستند و متداول لغات میں بھی نہیں ملتے۔ گو مولوی عبدالحق کی یہ بات بھی درست ہے کہ پلیٹس نے اردو کے علاوہ ٹھیٹھ ہندی اور سنسکرت کے بھی ایسے الفاظ بہت بڑی تعداد میں لے لیے ہیں جو اردو میں مروج نہیں ہیں (۱۵)۔ لیکن راقم یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ یہ الفاظ پلیٹس نے اردو کے ضمن میں نہیں بلکہ کلاسیکی ہندی کے ضمن میں درج کیے ہیں، جیسا کہ لغت کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ یہ صرف اردو کی لغت نہیں ہے۔ البتہ بعد کے لغت نویسوں، بالخصوص صاحبِ جامع اللغات اور اردو لغت بورڈ کے کارپردازان، کا پلیٹس کو بنیاد بنا کر ایسے ٹھیٹھ ہندی یا سنسکرت الفاظ کا اپنی اردو لغت میں اندھا دھند اندراج بالکل غلط ہے جو اردو میں رائج نہیں ہیں اور ان کے استعمال کی کوئی سند بھی اردو سے پیش نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ اگر اس طرح لغت بنائی جائے تو عربی، فارسی اور ہندی رسنسکرت کی پوری پوری لغات اردو میں نقل کر لی جائیں گی لیکن ظاہر ہے کہ یہ طریقہ بالکل غلط ہے اور لغت نویسی میں استعمال کی سند بہت ضروری ہے۔ جدید لغت نویسی میں کورپس کی مدد سے لفظوں کے استعمال سے مفہوم کے تعین کا عمل بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ بہر حال، پلیٹس کی لغت سے اگر ان سنسکرت اور ٹھیٹھ ہندی الفاظ کو نکال بھی دیا جائے جو اردو میں مستعمل نہیں ہیں تو بھی اس میں الفاظ اور ذیلی مرکبات کی خاصی تعداد ایسی ہے جن کا اندراج بہت کم اردو لغات میں ملتا ہے یا بالکل نہیں ملتا (اور اس میں ٹھیٹھ ہندی کے بھی بعض ایسے الفاظ و تراکیب شامل ہیں جو اردو میں مستعمل ہیں)۔

پلیٹس نے سابقہ انگریز لغت نویسوں، جن میں جان شیکسپیئر (۱۸۵۸ء-۱۷۷۴ء)، ڈنکن فاربس اور ایس ڈبلیو فیلن جیسے لوگ شامل ہیں، کے کام سے استفادہ ضرور کیا لیکن بقول خود اس کے اس نے ان کی اندھا دھند تقلید نہیں کی۔ اس نے بے شک گزشتہ اردو بہ انگریزی لغات میں کئی لحاظ سے قابلِ قدر اضافہ کیا ہے اور اس میں ذخیرۂ الفاظ بھی شامل ہے، جیسا کہ وہ خود بھی اپنے انگریزی دیباچے میں کہتا ہے:

> ''میرا یہ کام محض گزشتہ لغت نویسوں کے کام کی تدوین نہیں ہے بلکہ میں نے اردو اور
> ہندی کتب اور اخبارات کے مطالعے کے ذریعے اس کے لیے الفاظ و مرکبات جمع
> کیے اور اس طرح نہ صرف جان شیکسپیئر اور اپنے دیگر پیش رو لغت نویسوں کی لغات میں
> دیے گئے الفاظ کی تصدیق کرنے کے قابل ہو سکا بلکہ ان میں ہزاروں الفاظ و فقرات

اور معانی کا اضافہ بھی کر سکا۔مزید برآں ہندوستان میں میرے طویل قیام نے مجھے
اس زندہ روزمرے سے آگاہی بخشی جو[اردو انگریزی] لغات میں نہیں پایا جاتا اور
جس کو میں بڑی احتیاط سے یادداشت میں درج کرتا رہا۔"(۱۶)

اس لحاظ سے پلیٹس کی لغت کے راس الفاظ اور تحتی مرکبات کی بڑی اہمیت ہے۔پلیٹس کی لغت میں شامل الفاظ کی تعداد کا صحیح اندازہ لگانا بہت دشوار ہے کیونکہ تحتی مرکبات بہت باریک ٹائپ میں اور بہت بڑی تعداد میں ہیں۔لغت دو کالمی ہے اور اگر تحتی اندراجات کسی صفحے پر زیادہ تو کہیں کم ہیں۔بعض الفاظ کے تحتی مرکبات کئی کالموں پر محیط ہیں، مثلاً "نا" کے تحتی مرکبات تین کالموں تک چلے گئے ہیں۔راقم کا اندازہ ہے کہ اگر تحتی اندراجات کو بھی شمار کیا جائے تو پلیٹس نے ایک لاکھ کے قریب الفاظ، مرکبات، محاورات، فقرات اور ضرب الامثال وغیرہ دیے ہیں، گو ان میں سے سب اردو میں مستعمل نہیں ہیں۔پلیٹس نے بعض اندراجات کے تحت جو محاورات اور مرکبات لکھے ہیں ان میں کمال کر دیا ہے اور ایسے ایسے محاورات اور مجازی معنی لکھے ہیں جو اردو کی کم ہی لغات میں ملتے ہیں، مثلاً لفظ "منھ"، "دل" اور "ہاتھ" کے تحتی اندراجات دیکھ کر پلیٹس کی لگن، محنت اور اردو زبان پر اس کی نظر کا قائل ہونا پڑتا ہے۔

پلیٹس نے اپنے دیباچے میں فیلن کی لغت پر اعتراض کیا ہے کہ اس میں صرف مخصوص الفاظ اور مرکبات ہی پیش کیے گئے ہیں۔بقولِ پلیٹس فیلن نے ایسے سینکڑوں الفاظ کو اپنی لغت میں جگہ دینا مناسب نہ سمجھا جو فیلن کے خیال میں "پُر تکلف" یا "کتابی" ہیں اور فنی معلومات جھاڑنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔پلیٹس نے یہاں لفظ pedantic استعمال کیا ہے اور غالباً اس سے اس کی مراد ادبی اور فنی الفاظ و اصطلاحات ہیں۔بقول اس کے اس طرح طالب علموں کے لیے لغت کی افادیت کا دائرہ محدود ہو گیا۔گو پلیٹس نے اپنی دانست میں اس کوتاہی کی تلافی کرنی چاہی لیکن اس کی اپنی ادبی تفہیم کی صلاحیت پر اعتراض کیا گیا۔جیسا کہ جابر علی سید لکھتے ہیں کہ فیلن کے اس رویے کے خلاف پلیٹس کا احتجاج بجا ہے لیکن خود پلیٹس ادبی اصطلاحات کا صحیح مفہوم سمجھانے سے قاصر رہا۔اس کی مثالیں انھوں نے ترجیع بند، تعمیہ، حکایت اور ٹیپ جیسے الفاظ و تراکیب کا محاکمہ کرتے ہوئے دی ہیں(۱۷)۔ادبی الفاظ اور اصطلاحات کی غلط یا ناکافی تشریح بہر حال پلیٹس کی لغت کا ایک کمزور پہلو ہے۔

ایک آدھ مقام پر ایسا بھی ہوا ہے کہ پلیٹس نے کسی لفظ کو اس کے متبادل املا سے رجوع کرایا ہے مگر اس کا متبادل املا درج ہونے سے سہواً رہ گیا ہے۔مثال کے طور پر لفظ "پچ" کو اس نے "پچو" سے رجوع کرایا ہے لیکن میں "پچو" کا اندراج نہیں ہے۔

املا

پلیٹس کی لغت کا ایک بڑا عیب اس کا املا ہے۔ وہ یاے مجہول کی بجاے یاے معروف لکھتا ہے۔ جابر علی سید نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ ''یہ امر اچنبھے کا ہے کہ ۱۸۸۴ء میں کوئی مصنف خصوصاً کوئی فرہنگ نویس یاے مجہول کی بجاے یاے معروف لکھے اور معنوی امتیازات کو مخدوش کرے''(۱۸)۔ اگر چہ پلیٹس نے کافی الفاظ کو یاے مجہول سے بھی لکھا ہے، لیکن وہ ان کی تخفیف شدہ شکل کو پھر یاے معروف سے لکھ دیتا ہے۔ مثلاً لفظ ''گاہے'' اس نے یاے مجہول ہی سے دیا ہے لیکن اس کی مختصر صورت ''گہے'' کو اس نے ''گہی'' لکھا ہے(۱۹)۔

ایک خاص بات یہ ہے کہ پلیٹس کے ہاں کتابت کی اغلاط بہت کم ہیں۔ اس نے ایک صحت نامہ بھی دیا ہے لیکن کچھ الفاظ اس میں شامل ہونے سے رہ گئے ہیں۔ جابر علی سید نے ٹائپ / پروف کی چند اغلاط کی نشان دہی کی ہے۔ لیکن ان اغلاط کے علاوہ بھی کتابت یا پروف خوانی کی چند ایک اغلاط موجود ہیں، مثلاً ''سمیرو'' کے ایک معنی یعنی ''تسبیح کے دانوں میں سے بڑا اور درمیانی دانہ'' دینے کے بعد اس کے مترادف یعنی ''امام'' (imam) کو غلطی سے ''انام'' (inam) لکھا گیا ہے۔ لفظ ''پھسکنا'' کے ناگری املا میں ایک حرف (جو ہندی میں حرف ''س'' کی آواز دیتا ہے) لکھنے سے رہ گیا ہے۔ لفظ ''دوڑ'' میں ''ڑ'' (جسے لغت میں ہر جگہ ''ر'' پر چار نقطے لگا کر ظاہر کیا گیا ہے) نقطے لگنے سے رہ گئے ہیں جس کی وجہ سے یہ ''ڑ'' کی بجاے ''ر'' یعنی دوڑ کی بجاے دور پڑھا جاتا ہے۔

لیکن املا کے ضمن میں پلیٹس کی خوبی یہ ہے کہ وہ لفظ کے مختلف املا درج کرتا ہے اور ان کو دو طرفہ حوالوں (cross reference) سے واضح کر کے اس کا اندراج کرتا ہے۔ بسا اوقات وہ ایک ہی اندراج میں لفظ کے مختلف املا دے دیتا ہے۔ چونکہ اردو املا شروع ہی سے انتشار کا شکار رہا ہے اور قدیم اردو متون میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی املا ملتے ہیں لہٰذا مختلف اور متبادل املائی شکلوں کا یہ اندراج تاریخی اصولوں پر لغت کی تدوین کرنے والوں اور قدیم متون کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔

پلیٹس کے ہاں ہاے مخلوط یا ہاے دوچشمی (ھ) کا اہتمام ملتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ایک آدھ جگہ پر کتابت / پروف کی غلطی کے سبب ہاے مخلوط نہیں لکھی جا سکی، مثلاً ''کھونٹا'' کو ''کہونٹا'' لکھا گیا ہے حالانکہ اس سے پہلے ''کھونٹ'' کا اندراج ہاے مخلوط ہی سے ہے۔ اسی طرح باقی ہر جگہ بھی ہاے مخلوط کا استعمال ہے۔

ترتیبِ اندراجات اور تحتی اندراجات

پلیٹس نے اردو کے ساتھ سنسکرت اور ہندی کے الفاظ ضرور اس لغت میں درج کیے ہیں لیکن بنیادی طور پر یہ اردو ہی کی لغت ہے کیونکہ اس نے حروفِ تہجی کی ترتیب اردو حروف پر قائم کی ہے۔ اردو لغت نویس کے سامنے

ایک بڑا مسئلہ حروفِ تہجی کی تعداد اور ترتیب کا ہوتا ہے ۔کیونکہ اس ترتیب کا فیصلہ کیے بغیر لغت میں الفاظ کے اندراج کی ترتیب طے نہیں کی جاسکتی اور اردو املا کا انتشار آج بھی کچھ کم نہیں ہوا بلکہ ذرائع ابلاغ کی بے احتیاطی سے اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔قدیم لغات میں ہائیہ یا ہکاری آوازوں (aspirated sounds) کو الگ حرف شمار نہیں کیا گیا۔یہی وجہ ہے کہ اردو کی اکثر قدیم لغات میں ''پہل'' اور ''پھل'' ایک ساتھ لکھے ہوئے ملتے ہیں۔درحقیقت ہائیہ آوازوں (بھ، پھ، تھ وغیرہ) کو الگ حرفِ تہجی مان کر لغت میں ان کی الگ تقطیع قائم کرنا مولوی عبدالحق کا اجتہادی کارنامہ ہے۔اس پر صحیح معنوں میں عمل اردو لغت بورڈ کی لغت میں کیا گیا ہے۔پلیٹس نے بھی ہائیہ آوازوں والے الفاظ کو قدیم انداز پر درج کیا ہے۔اسی لیے اس نے بہر اور بھر، پہر اور پھر ایک ساتھ درج کیے ہیں۔لغت بورڈ نے ہائیہ حروف کی الگ تقطیع قائم کی ہے اور ترتیب میں ان کو بعد میں رکھا ہے یعنی ب سے شروع ہونے والے الفاظ کے بعد بھ سے شروع ہونے والے الفاظ دیے ہیں، وعلیٰ ہٰذا القیاس۔البتہ پلیٹس نے یہ اہتمام ضرور کیا ہے کہ ہائیہ آوازوں کو ہائے مخلوط (ھ) ہی سے لکھا ہے جس سے ان کا تلفظ کرنا آسان ہو گیا ہے۔جبکہ بعض اردو لغات جو پلیٹس کے بعد چھپی ہیں مثلاً اشرف اللغات (۱۸۹۰) اور قرار اللغات (۱۹۱۰ء) ان میں بھی ہائے مخلوط کا اہتمام بالعموم نہیں ملتا اور ان میں غالب کے املا کی طرح ''بہانا'' اور ''بھانا'' کو ایک ہی طرح لکھا گیا ہے[۲۰]۔

پلیٹس کے ہاں ترتیبِ اندراجات میں کہیں کہیں غلطی بھی پائی جاتی ہے، مثلاً ''سئیس'' اور ''سئیسی'' کا اندراج اس نے ''سیہون'' اور ''سیہی'' کے بعد کیا ہے، حالانکہ الف بائی ترتیب کے لحاظ سے ہمزہ کو ''ی'' سے پہلے آنا چاہیے۔اسی طرح لفظ ''کائنات'' کو اس نے ''کایک'' کے بعد درج کیا ہے جبکہ اسے ''کائی'' کے بعد ہونا چاہیے تھا، گو ''کائی'' کا اندراج درست جگہ پر ہے۔لیکن پلیٹس کے ہاں ''کائی'' اور ''کائنات'' کے درمیان کاف سے شروع ہونے والے دس (۱۰) راس الفاظ درج ہیں جن میں کاف اور الف کے بعد ''ی'' آتا ہے۔یہ ترتیب قطعی غلط ہے۔نیز اس نے پہلے ''گھتنا'' کا اندراج کیا ہے اور اس کے بعد ''گھاؤ'' کا۔یہ ترتیب بھی غلط ہے۔اسی طرح رئیس اور رئیسہ ترتیب کے لحاظ سے غلط مقام پر درج ہو گئے ہیں۔''مترا'' کے فوراً بعد ''مترائی'' کا اندراج ہے اور پھر ''مترادف''، ''متراکم'' اور ''مترانا'' کا۔یہ ترتیب بھی غلط ہے۔

پلیٹس کا ایک بڑا کام تحتی اندراجات کی صورت میں ہے۔ایک تو یہ کہ تحتی اندراجات کی ترتیب، چند ایک استثنائی مثالوں کو چھوڑ کر، بالکل درست ہے، اور ہمارے زمانے کی ''مہذب اللغات'' کی طرح نہیں ہے کہ جس میں بنیادی مفرد لفظ اور اس کے ذیلی اندراجات کو نظر انداز کر کے صرف حروفِ تہجی کی ترتیب کی بنیاد پر لغت میں اندراجات کر دیے گئے ہیں۔یہ طریقہ انگریزی جیسی زبانوں کی لغت کے لیے تو مناسب ہے جن میں ہر حرف الگ

الگ لکھا جاتا ہے، لیکن اردو جیسی زبان ، جس کے رسم الخط میں حروف کی مختصر شکلوں کو جوڑ کر ترسیمے (legatures) بنائے جاتے ہیں اور سابقوں کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے ، کچھ موزوں نہیں نظر آتا۔پلیٹس نے بعض الفاظ کے تحتی مرکبات کے اندراج میں کمال کر دیا ہے اور ایسے ایسے مرکبات اور محاورات درج کیے ہیں کہ آج بھی کم ہی اردو لغات میں نظر آتے ہیں اور بعض تو کہیں اور ملتے ہی نہیں۔البتہ ایک آدھ مقام پر تحتی اندراجات کی ترتیب غلط ہے،مثلاً لفظ''حق'' کے تحت میں''حق شناسی'' پہلے لکھا گیا ہے اور''حقِ شفعہ'' بعد میں۔اسی لفظ کے تحت میں''حق ہے'' کا اندراج کر کے معنی سے پہلے ساتھ ہی''الحق'' لکھ دیا ہے۔یہ بھی درست نہیں۔''حق'' کے تمام اندراجات ختم ہونے کے بعد''دودھ کا حق'' درج کیا ہے جبکہ اسے''دودھ'' کے تحت میں آنا چاہیے تھا۔

ترتیبِ اندراجات کے سلسلے میں پلیٹس نے بجا طور پر اپنے پیش رو لغت نویسوں پر تنقید کی ہے اور دیباچے میں بتایا ہے کہ ایک ہی ہجے اور ایک ہی تلفظ والے الفاظ الگ الگ زبان کے ہوں تو گویا ان کا ماخذ اور ان کی اصل الگ ہوتے ہیں اور اس لحاظ سے وہ دو الگ الفاظ ہوتے ہیں لہٰذا انھیں الگ الگ لفظ شمار کر کے لغت میں اس کا اندراج بھی الگ الگ کرنا چاہیے۔مثلاً اگر ایک ہی ہجے اور اعراب (تلفظ) سے لکھا جانے والا لفظ تین چار مختلف زبانوں سے تعلق رکھتا ہے اور اردو میں سب استعمال ہوتے ہیں تو انھیں ایک ہی لفظ سمجھ کر اس کے الگ الگ معنی لکھنا غلط ہے۔اس ضمن میں لفظ''بال'' کی مثال دی جاسکتی ہے جس کے اردو، فارسی اور عربی (حتیٰ کہ انگریزی) میں الگ الگ معنی ہیں۔لغت میں ان کا اندراج تین بار (یا چار بار، اگر انگریزی لفظ بھی لیا جائے) الگ الگ ہوگا۔پلیٹس کی لغت سے''بر'' کی مثال دی جاسکتی ہے جس کو پلیٹس نے اس کے اشتقاق اور اصل کے لحاظ سے نئے لفظ کی حیثیت سے کئی بار درج کیا ہے۔

پلیٹس کہیں کہیں بعض ایسے الفاظ یا ان کی شکلیں یا تلفظ لکھ جاتا ہے جو آج رائج نہیں ہیں یا ممکن ہے کہ اس زمانے میں بھی مخصوص اور محدود علاقوں میں اس طرح بولے یا لکھے جاتے ہوں گے،مثال کے طور پر وہ لفظ''سکنا'' کے تحتی اندراجات میں''کھا سکنا'' کے بعد''جا سکنا'' (اول تو ترتیب غلط ہے) کی بجائے''جانے سکنا'' لکھتا ہے۔ چونکہ پلیٹس کو اردو پر عبور تھا لہٰذا یہ گمان نہیں کیا جا سکتا کہ وہ ایسی غلطی کرے گا۔غالباً یہ کسی خاص علاقے کا روزمرہ ہوگا۔

تلفظ

پلیٹس کی لغت کے بارے مولوی عبدالحق کی اس بات کی جابر علی سید (۲۱) نے بجا طور پر تصحیح کی ہے کہ''ہر

اصل لفظ پہلے اردو رسم خط میں ہے، اس کے آگے ناگری رسم خط میں اور اس کے بعد رومن حروف میں (۲۲)''۔ کیونکہ پلیٹس نے عربی اور فارسی کے الفاظ ناگری حروف میں نہیں دیے۔ البتہ ہندی رسنسکرت ر پراکرت کے الفاظ کو اردو کے علاوہ ناگری حروف میں بھی لکھا ہے اور رومن میں بھی۔ اردو رعربی رفارسی کے الفاظ اردو رسم الخط کے علاوہ رومن رسم الخط میں بھی دیے ہیں اور یہ اضافی خوبی ہے (۲۳) ایک خوبی اور یہ ہے کہ تلفظ کی وجاحت کے لیے پلیٹس نے نقلِ حرفی (transliteration) کا ایک نظام وضع کیا ہے جس کی وضاحت اس نے اپنے دیباچے میں کی ہے۔ یہ اس کا اپنا طریقہ ہے اور بقول فرخندہ لودھی اس کے پیش رووں مثلاً مس لیمبٹن (Miss Lambton)، فیلن اور بعض دیگر لوگوں کی پیش کردہ نقلِ حرفی کی اسکیموں سے مختلف ہے (۲۴)۔ بلکہ ہم یہ کہیں گے کہ یہ جان رچرڈسن کی ۱۷۷۷ء، جان شیکسپیئر کی ۱۸۱۷ء اور ڈنکن فوربس کی ۱۸۴۸ء میں پیش کردہ اسکیموں سے بھی کچھ مختلف ہے (۲۵)۔

پلیٹس نے اکثر گنوارو تلفظ کو ظاہر کرنے کا اہتمام کیا ہے جس کو وہ vulgar لکھتا ہے اور اسے .vulg کے مخفف سے ظاہر کرتا ہے۔ مثلاً اس نے لفظ ''صبر'' کے صحیح تلفظ (یعنی ب ساکن) کو ظاہر کرنے کے بعد اس مخفف .vulg کے ساتھ اس صبر کا عوامی تلفظ (یعنی ب مفتوح) بھی لکھا ہے۔

قواعدی حیثیت

پلیٹس نے الفاظ و مرکبات کی قواعدی حیثیت بھی درج کی ہے یعنی وہ بتاتا ہے کہ لفظ اسم ہے یا فعل یا صفت ہے، فعل لازم ہے یا متعدی، مذکر ہے یا مونث، وغیرہ۔ لیکن پلیٹس نے قواعد کی اصطلاحات کے لیے جو مخفف دیے ہیں ان کی کوئی الگ سے فہرست نہیں دی بلکہ دیباچے کے آخر میں ان کے مخففات بیان کیے ہیں۔ اسے اردو قواعد پر عبور حاصل تھا لیکن ایک آدھ جگہ اس سے چوک ہوگئی ہے، مثلاً ''تہہ'' کو واحد اور مونث لکھ کر اس کے معنی زمین، سطح، فرش وغیرہ لکھتا ہے۔ یہاں تک تو درست ہے لیکن انھیں معنی کے ساتھ اس نے underneath (یعنی ''کے نیچے'' یا ''نیچے کی طرف'') بھی لکھ دیا ہے لیکن معنی کے لحاظ سے یہ اسم (noun) نہیں رہا بلکہ حرفِ جار (preposition) یا متعلقِ فعل (adverb) ہوگیا۔ ایسے موقعوں پر لغت نویسی کے اصولوں کے مطابق الگ شق قائم کرنی چاہیے۔ بصورتِ دیگر اسم کے ساتھ دوسرے جزوِ کلام کا نام بھی ساتھ ہی لکھ دینا چاہیے جیسا کہ خود پلیٹس نے کیا بھی ہے، مثال کے طور پر لفظ ''بوڑھا'' سے پہلے اس نے ''اسم واحد مذکر'' کے ساتھ ''صفت'' بھی لکھا ہے اور معنی میں old نیز aged (بطور صفت) اور old man (بطور اسم) دونوں ساتھ ہی لکھ دیے ہیں۔

معنی و تشریح

جابر علی سید نے لغت نویسوں کے اس رجحان پر نکتہ چینی کی ہے وہ ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی بتانے کے

شائق ہوتے ہیں اور پلیٹس کے تعددِ معنی پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ بھی اس کم زوری کا شکار ہے، انھوں نے اس کی مثالیں بھی دی ہیں (۲۶)۔لیکن اول تو تعددِ معنی، اگر وہ صحیح ہے اور سند کی بنیاد پر ہے، خامی نہیں لغت نویس کی خوبی ہوتی ہے اور پلیٹس کے ہاں بھی یہ خوبی موجود ہے۔ دوسرے یہ کہ پلیٹس کے ہاں، بعض لغت نویسوں کے برعکس، بے بنیاد یا بے سند معنی درج کرنے کی خامی بہت کم ہے۔ اگرچہ اس نے اسناد نہیں دیں لیکن اس کے ہاں معنی کی مختلف شقوں کے اندراج کی بنیاد تحقیق اور ذاتی مطالعہ ہے۔ ہاں جابر صاحب کی اس بات سے ضرور اتفاق کرنا ہوگا کہ کسی ایک شاعر کے ہاں کسی لفظ کے نئے اور مجازی معنی میں ایک بار استعمال سے وہ معنی سند نہیں بن جاتے اور ان کا لغت میں اندراج درست نہیں۔اردو لغت بورڈ کی لغت میں کہیں کہیں یہ رجحان البتہ موجود ہے کہ کسی ایک شاعر نے کسی لفظ کو ایک بار استعارۃً یا طنزاً استعمال کر لیا تو اسے بھی معنی کی ایک نئی شق میں ڈھال دیا جاتا ہے۔

پلیٹس کا ایک بڑا احسان اردو پر یہ بھی ہے (جس کا نہ ہمیں احساس ہے اور نہ ہم نے اس سے کوئی فائدہ اٹھایا) کہ اس نے معنی کے ضمن میں بلا مبالغہ سیکڑوں (بلکہ شاید ہزاروں) پودوں، درختوں، پھولوں، بوٹیوں، جڑوں، زیرِ زمین اگنے والی گانٹھوں، پرندوں، پردار کیڑوں، مکوڑوں اور دیگر جانوروں کی انواع، ان کے تکنیکی نام اور لاطینی مترادفات لکھ دیے ہیں۔ اردو کے لغت نویسوں کے برعکس وہ صرف یہ لکھنے پر اکتفا نہیں کرتا کہ ''ایک قسم کا پرندہ'' یا ''ایک پھول کا نام'' بلکہ اس کی نوع اور سائنسی نام دینے کے ساتھ کچھ نہ کچھ وضاحت بھی کرتا ہے کہ اس پرندے یا پھول کا رنگ کیا ہے، یا آیا یہ بوٹی زہریلی ہے، یا کھانے کے کام آتی ہے، اس پودے میں کس رنگ کے پھول آتے ہیں اور کیسی زمینوں میں زیادہ اگتا ہے۔ ہمارے لغت نویسوں کے برعکس، جو آج کے سائنسی دور میں بھی احمقانہ قسم کی روایتی اور پرانے حکیموں کی بیان کردہ تعریفات کو لفظ بلفظ نقل کرنے میں ماہر ہیں، پلیٹس کی تشریحات بعض اوقات نہایت معلوماتی اور مفید ہوتی ہیں۔ اس نے قبیلوں، ذاتوں، سادھوؤں اور سنتوں کی قسموں اور فرقوں، صوفیہ کے گروہوں اور نسلوں کے بارے میں بھی کچھ نہ کچھ بتانے کی کوشش کی ہے۔ مثلاً ''بے'' کے سابقے سے بننے والے الفاظ و تراکیب کی طویل فہرست میں اس نے ''بینوا'' (بے نوا) کا اندراج کیا ہے۔ اس کے معنی ''بغیر کسی ساز و سامان کے، بغیر کسی شان کے، مفلس، بے زر'' لکھنے کے بعد لکھتا ہے ''ایک قسم کا درویش جو اپنی داڑھی اور ابرو منڈوا لیتا ہے''۔ پھر قوسین میں اس کا مترادف ''آزاد'' بھی لکھتا ہے۔ اس تشریح سے نظیر اکبر آبادی کی نظم ''کل نفس ذائقۃ الموت'' کے وہ شعر سمجھنا آسان ہو جاتا ہے جس میں وہ ''بے نوا'' کے ''منڈا'' ہونے اور ''مونچھیں بھنویں تلک ''منڈوانے کا ذکر کرتے ہیں۔ مقامِ شکر ہے کہ لغت بورڈ نے ''بے نوا'' میں یہ معنی درج کیے ہیں بلکہ ''آزاد'' کا ایک مترادف ''کفنی پوش فقیر'' بھی دیا ہے۔

پلیٹس نے بعض الفاظ کے ایسے معنی بھی دیے ہیں جو بعد کی لغات میں نہیں ملتے ،مثلاً لفظ ''احمقانہ'' کے مروجہ معنی کے علاوہ ایک معنی اس نے لکھے ہیں: (مجازاً) وہ رقم جو محاصل کی کمی کو پورا کرنے کے لیے عامل دینے پر مجبور ہوتا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ امیر اللغات ،فرہنگِ آصفیہ،نور اللغات اور مہذب اللغات میں لفظ احمقانہ ہی کا اندراج نہیں ہے،مجازی معنی کیا درج ہوتے۔اردو لغت بورڈ نے احمقانہ درج کیا ہے لیکن صرف ایک معنی دیے ہیں۔پلیٹس کے دیے ہوئے دوسرے معنی اس میں موجود نہیں ہیں۔یہ اور بات ہے کہ یہ معنی پلیٹس نے شیکسپیر سے لفظ بلفظ لے لیے ہیں اور ڈنکن فوربس نے بھی اپنی لغت A dictionary: Hindistani -English (۱۸۴۸ء) میں انھیں اسی طرح شیکسپیر سے نقل کر لیا ہے۔البتہ فیلن کی لغت A new Hindustani-English dictionary (۱۸۷۹ء) میں اس لفظ'' احمقانہ'' کا اندراج نہیں ہے۔سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب ہمارے لغت نویس اپنے پیش رووں کے کام سے اتنی بے نیازی برتتے ہیں کہ مجازی معنی تو درکنار لفظ ہی کا سرے سے اندراج نہیں کرتے تو ان کے ذخیرۂ الفاظ اور دائرۂ کار کے بارے میں کیا رائے قائم کی جائے۔

پلیٹس سے استفادہ نہ کرنے کی کئی مثالیں اس کے بعد آنے والے لغت نویسوں کے ہاں مل جاتی ہیں لیکن یہاں مطلوب ان لغات پر نکتہ چینی نہیں ہے بلکہ پلیٹس کی وسعت اور جامعیت دکھانا مقصود ہے۔مثلاً پلیٹس نے لفظ ''امینی'' کے بطور اسم دو معنی (یعنی اعتبار،ضمانت،حفاظت اور امین کا عہدہ) لکھنے کے بعد ایک اور معنی بطور صفت ''محفوظ و مامون'' بھی دیے ہیں۔ان دوسرے معنوں کا اندراج اردو لغت بورڈ کی لغت میں نہیں ہے۔اس سلسلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بورڈ کو جب تک کسی معنی کے استعمال کی سند نہ مل جائے وہ اسے درج نہیں کرتا۔اس کا جواب یہ ہے کہ بورڈ نے جہاں ہزاروں (بلا مبالغہ ہزاروں) الفاظ کے معنی بغیر کسی سند کے محض پلیٹس اور دیگر لغات کے نام لکھ کر درج کر دیے ہیں وہاں یہ دوسرے معنی لکھنے میں کیا امر مانع تھا؟

پلیٹس کے ہاں معنی کے اندراج میں بعض اغلاط بھی ہیں جو ظاہر ہے کہ فطری بات ہے۔کسی لغت نویس سے یہ توقع کہ وہ ہر اندراج کے ضمن میں سو فی صد درست ہوگا تھوڑی سی زیادتی ہے کیونکہ لغت نویس بھی انسان ہوتا ہے۔لیکن بعض نازک اور حساس معاملات پر پلیٹس کی بے احتیاطی یا بد احتیاطی بدگمانی پیدا کرتی ہے۔مثلاً لفظ ''ابو بکر'' کے اشتقاق کے ضمن میں (اس کا ذکر آگے آ رہا ہے) یا لفظ'' گاڑا'' کی تشریح کے سلسلے میں۔گاڑا کی تشریح کے ضمن میں وہ ایک معنی کی یوں وضاحت کرتا ہے: ''مسلمانوں [بقول اس کے Mohammadans] کا ایک فرقہ جس کا عالم گیر کے دورِ حکومت میں زبردستی مذہب تبدیل کرایا گیا تھا [یعنی وہ پہلے ہندو تھے]''۔تاریخی

مباحث اور حقائق سے قطع نظر، وہ نہ اس کے اشتقاق کی کوئی وضاحت کرتا ہے اور نہ وجہ تسمیہ بتاتا ہے۔

پلیٹس میں غلط معنی کی ایک مثال ''اَن کال'' کی ترکیب بھی ہے۔ ''اَن'' کئی معنوں میں آتا ہے اور پلیٹس نے اس کے الگ الگ اندراجات بھی کیے ہیں۔ اس ترکیب میں ''ان'' دراصل ''اناج'' کی تخفیف شدہ شکل ہے اور ''کال'' کے معنی زمانہ بھی ہیں اور قلت بھی۔ ''ان کال' اناج کی قلت یا قحط کو کہتے ہیں لیکن پلیٹس نے اس ترکیب میں ''کال'' کو قلت کی بجائے زمانہ کے معنی میں لیا ہے اور اس کے معنی harvest-time لکھے ہیں۔ اردو لغت بورڈ نے اس کے بالکل صحیح معنی یعنی ''قحط' درج کیے ہیں اور ان معنوں کی سند بھی خطوطِ غالب سے پیش کر دی ہے۔

الفاظ کا اشتقاق اور مآخذ

الفاظ کے اشتقاق اور مآخذ کی نشان دہی پلیٹس کی لغت کی خوبیوں میں سے ہے کیونکہ اس کے لیے اس نے بڑی تحقیق اور کاوش سے کام لیا۔ اگرچہ جان شیکسپیئر نے اپنی لغت A dictionary, Hindustani and English (۱۸۱۷ء) میں مندرج الفاظ کی مآخذ زبان کی نشان دہی ان زبانوں کے ناموں کے پہلے حرف کو بطور مخفف استعمال کر کے کی ہے اور وہ عربی، فارسی اور سنسکرت کے لیے بالترتیب A اور P اور S درج کرتا ہے لیکن پلیٹس نے سنسکرت الاصل الفاظ کی مختلف شکلوں یا پراکرتی مدارج پر بھی روشنی ڈالی ہے (۲۷) اور عربی الفاظ کے مادّوں اور ان کے لغوی معنی کو بھی جگہ دی ہے۔

پلیٹس نے الفاظ کے اصل اور اشتقاق پر واقعۃً بہت محنت کی ہے۔ ہندی ر پراکرت، فارسی اور عربی الفاظ کی اصل کی تحقیق کے ضمن میں اس نے مختلف ماہرین اور کتابوں سے مدد لی جس کا اعتراف دیباچے میں بھی کیا ہے۔ پھر جو الفاظ مختلف زبانوں سے مختلف تبدیلیوں کے بعد بدلی ہوئی شکلوں یا معنی میں رائج ہو کر اردو ر ہندی میں آئے ہیں ان کا مآخذ لکھنے میں پلیٹس بہت محتاط ہے اور اس نے اپنے دیباچے میں بھی واضح کیا ہے کہ کئی الفاظ جن کو عربی سمجھا جاتا ہے انھیں اس نے فارسی ہی لکھا ہے کیونکہ بقول اس کے الفاظ دوسری زبانوں میں جاتے ہیں تو مستعار لینے والی زبانیں ان میں اپنے اصولوں کے تحت تبدیلی کرتی ہیں (اردو میں ایسے کئی الفاظ رائج ہیں جو بظاہر ''عربی'' ہیں مگر ان میں سے بعض فارسی والوں کا تصرف ہے اور اردو والوں کا۔ انھیں عربی قرار دینا صحیح نہیں)۔ الفاظ کا اشتقاق اور ان کی اصل کی تحقیق پلیٹس کی لغت کی بڑی خوبیوں میں سے ایک ہے، اگرچہ سنسکرت اور پراکرت الفاظ کی تحقیق کے ضمن میں بعض مقامات پر اس سے اختلاف بھی کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح بعض عربی الفاظ کی تحقیق میں بھی اس نے دانستہ یا نادانستہ ٹھوکریں کھائی ہیں۔ ان میں سے کچھ کی نشان دہی جابر علی سید نے کی ہے، مثلاً لفظ

''ابوبکر'' میں ''بکر'' کے ''ب'' کو پلیٹس نے مفتوح کی بجائے مکسور لکھا ہے یعنی اسے ''بکر'' کی بجائے ''بِکر'' قرار دیا ہے اور جو غلط معنی لکھے ہیں اس کے ضمن میں جابر علی سید لکھتے ہیں کہ پلیٹس جیسے پڑھے لکھے شخص سے اس کا سرزد ہونا افسوس ناک ہے اور جو معنی اس نے دیے ہیں وہ ''بالکل لغو اور بے مصرف'' ہیں (۲۸)

اسی طرح اس نے ''کھرا'' کے تحت اندراجات میں ''کھری بولی'' لکھ کر قوسین میں وضاحت کی ہے کہ اس کا گنوار و تلفظ ''کھڑی بولی'' ہے۔ گویا اس کے نزدیک صحیح کھری بولی ہے نا کہ کھڑی بولی اور اس کے مطابق یہ خالص یا صحیح زبان یا محاورے کے مفہوم میں ہے یعنی وہ سکہ جو اصلی ٹکسال کا ہو۔ لسانیاتی مباحث اور کھڑی بولی اور پڑی بولی کی تقسیم کے پیشِ نظر یہ بات پلیٹس کی ذاتی اور غلط رائے ہی سمجھی جاسکتی ہے۔ ''پنّی'' کے ایک معنی دیے ہیں: پٹھانوں کے ایک قبیلے کا نام۔ لیکن نہ اس کا اشتقاق دیا ہے اور نہ وجہ تسمیہ۔ صرف اس کی اصل H (یعنی ہندی) سے ظاہر کی ہے۔ لیکن پٹھانوں کے کسی قبیلے کے نام کی اصل کا ہندی ہونا بعید از قیاس معلوم ہوتا ہے۔

پلیٹس ،اس کے پیش رو اور مقلد

پلیٹس نے اپنے دیباچے میں اپنی لغت کی چار نمایاں خصوصیات کا بطور خاص ذکر کیا ہے:

۱۔ الفاظ کے اشتقاق کے اندراج کے لیے خاص جگہ۔

۲۔ مختلف زبانوں اور مآخذ سے تشکیل پانے والے الفاظ کا ان کی اصل اور اشتقاق کے مطابق علیٰحدہ اندراج۔

۳۔ حروفِ جار کی نشان دہی جن کے استعمال سے فعل کے معنی بدل جاتے ہیں، اور جن کی وضاحت کے بغیر فعل بقولِ پلیٹس مروجہ لغات میں غلط طور پر مفعولی حالت کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ اس کا استعمال اضافی، ظرفی یا فاعلی حالت کے لیے ہوتا ہے۔

۴۔ ایسے الفاظ کا استعمال جو ادبی زبان میں بار نہیں پاتے۔

بے شک پلیٹس نے اس لغت میں بڑی محنت کی ہے اور اس کے یہ دعوے نہ صرف درست ہیں بلکہ ان سے بڑھ اس نے کام کیا ہے۔ اگرچہ اس نے اپنے کام میں جان شیکسپئر اور دیگر پیش رؤوں کے کاموں سے بہت مدد لی ہے لیکن اس نے مطالعے اور محنت سے شیکسپئر کے کام میں ایسے اور اتنے اضافے کیے ہیں کہ شیکسپئر کے کام سے اس کا کام کہیں زیادہ وقیع ہے۔ اسی طرح اس نے اپنی لغت کے ذریعے ان خامیوں کا ازالہ کرنے کی بھرپور کوشش کی جن پر اس نے اپنے دیباچے میں نکتہ چینی کی ہے۔ گو ادبی الفاظ کے ضمن میں اس کی رسائی محدود رہی۔ اشتقاقات کے ضمن میں پلیٹس نے واقعی کمال کر دیا ہے۔

شیکسپئر، پلیٹس اور اسٹین گاس

یہ درست ہے کہ پلیٹس نے اپنے پیش رو لغت نویسوں بالخصوص جان شیکسپئر سے بہت کچھ حاصل کیا لیکن

خود پلیٹس کے خوشہ چینوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں۔پلیٹس سے متاثر ہونے والی اردو کی لغات میں بطور خاص ''جامع اللغات'' (مولفہ خواجہ عبدالمجید)، ''علمی اردو لغت'' (مولفہ وارث سرہندی) اور ''اردو لغت: تاریخی اصول پر (مرتبہ اردو لغت بورڈ) کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ان سے قطعِ نظر فارسی کی چند معروف ترین لغات میں سے ایک لغت A comprehensive Persian-English dictionary میں بھی کچھ ایسی تشریحات نظر آتی ہیں جو شیکسپیئر اور پلیٹس میں بھی ہیں۔ بظاہر تو یہ عجیب لگتا ہے کہ کسی اردو لغت سے کسی فارسی لغت کا مولف متاثر ہو لیکن چونکہ پلیٹس نے اردو میں مستعمل عربی اور فارسی الفاظ کثیر تعداد میں دیے ہیں لہٰذا اس فارسی بہ انگریزی لغت کے مولف فرانسس جوزف اسٹین گاس (Francis Joseph Steingass) (۱۹۰۳ء-۱۸۲۵ء) کا اس سے متاثر ہو کر اس سے کچھ اخذ کر لینا بعید از قیاس نہیں ہے۔اسٹین گاس کی اس لغت کے بارے میں یہاں یہ عرض کر دیا جائے کہ یہ مقبول ترین فارسی بہ انگریزی لغات میں سے ایک ہے اور اس کی بیسیوں اشاعتیں عمل میں آچکی ہیں۔اسٹین گاس نے خود بھی عربی الفاظ، جو فارسی میں مستعمل ہیں، کثیر تعداد میں دیے ہیں۔عین ممکن ہے کہ اسٹین گاس کے پیشِ نظر پلیٹس کی لغت بھی ہو اور شیکسپیئر کی بھی، کیونکہ اسٹین گاس بارہ (۱۲) زبانوں کا عالم تھا اور سنسکرت اور ہندی بھی بخوبی جانتا تھا۔اس کی مذکورہ بالا لغت پہلی بار ۱۸۹۲ء میں شائع ہوئی تھی یعنی پلیٹس کی لغت کے کوئی آٹھ سال بعد، جبکہ شیکسپیئر کی لغت کا پہلا ایڈیشن ۱۸۱۷ء میں شائع ہوا تھا اور بعد میں اس کے اضافہ شدہ ایڈیشن بھی آتے رہے۔

لیکن سرسری مطالعے کے بعد اس طرح کا کوئی حکم لگانا کہ عربی اور فارسی الفاظ کی تشریح کے سلسلے میں پلیٹس نے شیکسپیئر سے اور اسٹین گاس نے ان دونوں سے کس حد تک استفادہ کیا ہے، مناسب نہ ہوگا۔ یہ بذاتِ خود ایک مفصل مقالے کا موضوع ہے۔لیکن تینوں لغات کو سامنے رکھا جائے اور چند الفاظ ہی کے معنوں کا موازنہ کیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ استفادے یا نقل در نقل کا رجحان (جو فارسی لغات میں قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے اور اردو کے لغت نویس بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں) یہاں پوری طرح جاری وساری ہے۔ایسے چند اندراجات یہ ہیں: ساغری، شانہ، شبہ، ہاروت۔ یہ وہ الفاظ ہیں جہاں لفظ بلفظ نقل کر کے یا معمولی تصرف کر کے ''استفادہ'' کیا گیا ہے۔لیکن ایسے الفاظ کی تعداد خاصی کثیر ہے اور اہلِ علم خود بھی اس موازنے کو تھوڑا سا وقت دے کر لطف اٹھا سکتے۔اس ضمن میں دیگر لغات مثلاً گل کرسٹ، اسٹین گاس اور فیلن وغیرہ کی مرتبہ لغات کا جائزہ بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

حواشی

۱۔ مقدمہ، کتب لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ۲،ص ۷

۲۔ آزاد، نذیر، اردو لغت نگاری: مستشرقین کا حصہ، مشمولہ اخبارِ اردو، جولائی ۱۹۹۹ء، ص ۲۰؛ نیز حسینی، ایس کے، اردو لغت نویسی اور اہل انگلستان، مشمولہ افکار، برطانیہ میں اردو نمبر، ص ۱۵۹۔

۳۔ صدیقی، محمد عتیق، گلکرسٹ اور اس کا عہد، ص ۳۰۔

۴۔ ایضاً۔

۵۔ ملاحظہ ہو: ایک بھاشا دو لکھاوٹ دو ادب، ضمیمہ، بالخصوص، ص ۳۰۴-۳۰۰

۶۔ آزاد، نذیر، محولہ بالا، ص ۲۳۔

۷۔ ایضاً، ص ۲۳-۲۲

۸۔ ملاحظہ ہو: بک لینڈ، ای سی، Dictionary of Indian biography ، ص ۳۳۷۔

۹۔ ملاحظہ ہو: رینکنگ، جارج اسپئیرز الیکزنڈر، (Ranking,George Speirs Alexander) Platts, John Jhompson مشمولہ Dictionary of National Biography, 1912 supplement ج ۳۔

۱۰۔ حسین، آغا افتخار، یورپ میں اردو، ص ۲۷۔

۱۱۔ ملاحظہ ہو: اخوان الصفا، مشمولہ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ، مرتبہ پنجاب یونی ورسٹی، ج ۲۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۵۷۔

۱۳۔ سید، جابر علی، مقدمہ، کتبِ لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ۱، ص ۱۷-۱۶

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۷۔

۱۵۔ مقدمہ، لغتِ کبیر، ص ۲۸۔

۱۶۔ Preface, p. iv

۱۷۔ کتبِ لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ۱، ص ۲۱۔

۱۸۔ ایضاً، ص ۱۵۔

۱۹۔ ایضاً۔

۲۰۔ غالب کے املا کی خصوصیات کے لیے ملاحظہ ہو: خان، رشید حسن، املاے غالب؛ نیز انجم، خلیق، مقدمہ، غالب کے خطوط، ج ۱، ص ۹۱ و بعدہٗ۔

۲۱۔ مقدمہ، کتبِ لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ۱، ص ۱۵-۱۴

۲۲۔ مقدمہ، لغتِ کبیر، ص ۲۸

۲۳۔ مقدمہ، کتبِ لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ا، ص ۱۵۔

۲۴۔ ملاحظہ ہو: اردو اور فارسی میں نقلِ حرفی، ص ۲۶۔۱۸

۲۵۔ مرحوم لطف اللہ خان (کراچی) نے ان مستشرقین کی نقلِ حرفی پر کچھ کام کیا تھا لیکن غالباً کہیں شائع نہیں کروایا۔ اس کی ایک نقل راقم کے پاس محفوظ ہے۔

۲۶۔ مقدمہ، کتبِ لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ا، ص ۲۰۔۱۹

۲۷۔ ہاشمی، مسعود، اردو لغت نویسی کا تنقیدی جائزہ، ص ۶۱۔

۲۸۔ مقدمہ، کتبِ لغت کا تحقیقی ولسانی جائزہ، ج ا، ص ۲۴